

Published:  
February 15, 2026

## **Enhancing the Professional Competencies of Qur'an Teachers at the Secondary Level: Pedagogical Constraints and a Structured Training Framework**

ثانوی تعلیمی سطح پر قرآن کے اساتذہ کی پیشہ و رانہ صلاحیتوں کی ترقی: تدریسی رکاوٹیں اور موثر تربیتی فریم ورک

**Muhammad Ahmad**

Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies, Imperial College of Business Studies  
Lahore

Email: [zeeshanahmad8833@gmail.com](mailto:zeeshanahmad8833@gmail.com)

**Dr. Ahmad Raza**

Assistant Professor, Imperial College of Business Studies, Lahore

### **Abstract**

This study examines the professional development of secondary-level Quran teachers, focusing on the challenges in instructional practice and proposing a framework integrating Islamic educational philosophy with contemporary pedagogical science. Quranic teaching is constrained by curricular limitations, institutional priorities, limited resources, and large class sizes, affecting teaching quality. Teachers often face gaps in subject mastery, pedagogical skills, and student-centered techniques. Modern approaches such as interactive learning, Bloom's Taxonomy, outcome-based education, and digital tools—including e-learning platforms and Quranic apps—can enhance understanding and moral development when aligned with Shariah principles and teacher guidance. Balanced professional training that combines traditional madrasah knowledge with contemporary pedagogical skills, supported by continuous professional development, performance evaluation, and research-informed strategies, is essential. Policy-level reforms, including curricular updates and certification standards, are crucial to create a sustainable teaching environment. A holistic framework integrating structural support, ethical grounding, pedagogical expertise, and ongoing capacity building is indispensable for improving the quality, relevance, and impact of Quranic education at the secondary level.

**Keywords:** Quranic Education, Secondary-Level Teaching, Teacher Professional Development, Pedagogical Competence, Instructional Challenges, Modern Teaching Methods, Continuous Professional Development (Cpd), Educational Policy

## تعارف

عصر حاضر کا تعلیمی نظام مخصوص معلومات کی ترسیل تک محدود نہیں بلکہ فکری تشكیل، اخلاقی تربیت اور سماجی ذمہ داری کے شعور کی آبیاری کو بھی اپنائیا دی ہدف قرار دیتا ہے۔ اسلامی تناظر میں یہ ذمہ داری اور بھی اہم ہو جاتی ہے، کیونکہ قرآن کریم مخصوص مذہبی متن نہیں بلکہ فکری، اخلاقی اور تمدنی رہنمائی کا جامع سرچشمہ ہے۔ ثانوی تعلیمی سطح وہ مرحلہ ہے جہاں طالب علم ذہنی بلوغت، تنقیدی صلاحیت اور اقداری شعور کے ابتدائی استحکام سے گزرتا ہے، اس لیے اسی سطح پر قرآنی تعلیم کا انداز اور معیار اس کی خصیصت سازی پر گہر اثر ڈالتا ہے۔

موجودہ تعلیمی نظام میں اگرچہ قرآن کو نصاب کا حصہ بنایا گیا ہے، تاہم اس کی تدریس اکثر سی تفاضل تک محدود رہتی ہے۔ تدریسی اوقات کی کمی، امتحان مرکوز نظام، اور عصری مضامین کو ترجیح دینے کے رجحان نے قرآنی تعلیم کے تربیتی و فکری پہلو کو کمزور کر دیا ہے۔ مزید برآں، اساتذہ کی پیشہ ورانہ تیاری، تدریسی مہارتوں کی نوعیت، اور ادارہ جاتی پالیسیوں میں عدم توازن کے باعث تدریس قرآن کا مطلوبہ اثر سامنے نہیں آپاتا۔ ایسے تناظر میں ثانوی سطح پر قرآن پڑھانے والے اساتذہ کی پیشہ ورانہ صلاحیتوں، تدریسی ماحول، اور نصابی ڈھانچے کا تجزیہ ناگزیر ہو جاتا ہے، تاکہ یہ سمجھا جاسکے کہ موجودہ تعلیمی فضاؤ قرآن کی تعلیم کو کس حد تک موثر بناتی ہے اور کن جہات میں اصلاح کی ضرورت ہے۔ یہی پس منظر اس بحث کو جنم دیتا ہے جس میں سب سے پہلے ثانوی تعلیمی سطح پر تدریس قرآن کے موجودہ تعلیمی تناظر کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

## ثانوی تعلیمی سطح پر تدریس قرآن کا موجودہ تعلیمی تناظر

ثانوی تعلیمی سطح وہ مرحلہ ہے جہاں طالب علم فکری پختگی، تحریاتی سوچ اور اخلاقی شعور کے اعتبار سے ایک عبوری کیفیت میں ہوتا ہے۔ اسی سطح پر قرآنی تعلیم مخصوص ناظرہ یا تلاوت تک محدود نہیں رہتی بلکہ اس کا صلی بھی، شعور اور عملی وابستگی کی تشكیل بن جاتا ہے۔ موجودہ تعلیمی تناظر میں تدریس قرآن مختلف نظام ہائے تعلیم سرکاری اسکول، نجی تعلیمی ادارے، دینی مدارس سے منسلک اسکول سسٹم، اور کمپریج یا بنیان الاقوامی نصاب رکھنے والے اداروں میں جداگانہ انداز سے رانجی ہے، جس کے نتیجے میں تدریسی مقاصد، طریقہ کار اور نتائج میں نمایاں فرق پایا جاتا ہے۔

نصاب کے اعتبار سے دیکھا جائے تو ثانوی سطح پر قرآن کی تعلیم اکثر دو اڑوں میں تقسیم نظر آتی ہے:

(1) رسمی نصابی دائرہ جس میں فتحیب سورتوں کا ترجمہ، مختصر تشریح، اور اخلاقی اسہاق شامل ہوتے ہیں؛

Published:  
February 15, 2026

(2) غیر رسمی یا گنگی دائرہ جس میں ناظرہ، تجوید، اور بعض اوقات حفظ یا قراءت کی مشق شامل کی جاتی ہے۔ سرکاری نصاب عموماً اخلاقی و سماجی پہلوؤں پر زور دیتا ہے اور قرآن کو ایک اخلاقی رہنمائی کی کتاب کے طور پر پیش کرتا ہے، جبکہ بخی اداروں میں تدریس کا معیار اساتذہ کی تیاری اور ادارے کے نظریاتی روحانی پر منحصر ہو جاتا ہے۔<sup>1</sup>

تعلیٰ ڈھانچے کے لحاظ سے ایک بڑا مسئلہ وقت کی تقسیم ہے۔ ثانوی سطح پر سائنسی اور عصری مضامین کو ترجمی حیثیت دی جاتی ہے جس کی وجہ سے قرآن کے پیروز مدد و ہو جاتے ہیں۔ تیجتائی تدریس میں سطحی، امتحان مرکوز اور معلوماتی نوعیت اختیار کر لیتی ہے، جبکہ قرآن کی اصل روح۔ تدبیر، فکری تکمیل اور کردار سازی پس منظر میں چلی جاتی ہے۔<sup>2</sup>

مزید یہ کہ اکثر اداروں میں قرآن کی تدریس کو "کم اہم" "مضمون سمجھا جاتا ہے جس سے اساتذہ کی پیشہ و رانہ حیثیت بھی متاثر ہوتی ہے۔ سرکاری اور بخی اداروں کے فرق کو دیکھا جائے تو سرکاری نظام میں نصاب یکساں ہونے کے باوجود وسائل کی کمی، بڑے کلاس سائز، اور تربیت یافتہ اساتذہ کے فقدان جیسے مسائل حائل رہتے ہیں۔ اس کے برعکس بخی ادارے وسائل کے لحاظ سے بہتر ہو سکتے ہیں، مگر وہاں قرآن کی تدریس ادارے کی پالیسی پر منحصر ہوتی ہے؛ بعض اداروں میں اسے مرکزی حیثیت دی جاتی ہے جبکہ بعض میں یہ محض رسمی تقاضا بن کر رہ جاتا ہے۔<sup>3</sup>

تدریسی ترجیحات کے میدان میں ایک اہم روحانی یہ ہے کہ قرآن کی تعلیم کو اخلاقی تربیت کے ساتھ جوڑ کر پیش کیا جاتا ہے، مگر اکثر یہ ربط نظریاتی رہ جاتا ہے۔ عملی اطلاق، مکالماتی تدریس، اور معاصر مسائل کے ساتھ قرآنی رہنمائی کا ربط کمزور نظر آتا ہے۔ جدید تعلیمی نظریات طالب علم کو سیکھنے کے عمل کا فعال شریک سمجھتے ہیں، مگر قرآن کی کلاس میں اب بھی خطبیان اور یہ طرفہ طریقہ تدریس غالب ہے۔<sup>4</sup>

اس کے نتیجے میں قرآن ایک زندہ رہنمائی کتاب کے بجائے ایک امتحانی مضمون کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔

1 فضل الرحمن، اسلام اور جدیدیت، ترجمہ احمد جاوید، لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ، 2002، 145۔

2 سید محمد نقوی، اسلامی نظریہ تعلیم، اسلام آباد، پیشش بک فاؤنڈیشن، 2010، 89۔

3 خورشید احمد، اسلامی تعلیم کے بنیادی اصول، لاہور، اسلام پبلیکیشن، 1998، 212۔

4 Ismail Raji al-Faruqi, Islamization of Knowledge, Herndon, IIIT, 1982, 47

Published:  
February 15, 2026

مزید برآں، لسانی مسئلہ بھی اہم ہے۔ طلبہ کی اکثریت عربی زبان سے نادو اتفاق ہوتی ہے، جبکہ تدریس میں اکثر ترجمہ یاد کروانے تک محدود رہتی ہے۔ فہم سیاق، اسلوب

قرآن، اور موضوعاتی ربط پر توجہ کم دی جاتی ہے، جس سے قرآنی پیغام کی گہرائی تک رسائی محدود رہتی ہے۔<sup>5</sup>

مجموعی طور پر موجودہ تعلیمی تناظر یہ ظاہر کرتا ہے کہ ثانوی سطح پر تدریسی قرآن ایک ایسے مرحلے پر کھڑی ہے جہاں نصاب موجود ہے مگر اس کا فکری اور تربیتی اثر محدود ہے۔ اس صورت حال کا نیادی سبب تدریسی ترجیحات، ادارہ جاتی ڈھانچے، اور پیشہ ورانہ طور پر تیار شدہ اساتذہ کی کمی ہے۔ بھی تناظر اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ تدریسی قرآن کو محض نصابی تقاضے کے مجاہے ایک فکری و تربیتی عمل کے طور پر از سر نو منظم کیا جائے۔

## اساتذہ قرآن کی پیشہ ورانہ صلاحیتوں کا نظریاتی فریم ورک

ثانوی تعلیمی سطح پر تدریسی قرآن کو موثر بنانے کے لیے محض دینی معلومات کافی نہیں ہوتیں، بلکہ اساتذہ کی پیشہ ورانہ صلاحیتوں کا ایک مریب نظریاتی فریم ورک درکار ہوتا ہے جو علم مضمون، تدریسی حکمتِ عملی، طلبہ کی نفیات، اور اقداری تربیت کو سمجھا کرے۔ اس تناظر میں جدید تعلیمی نظریات میں پیش کیا گیا ہے، "نہیں جانتا بلکہ" کیسے پڑھانا ہے "اور" کس سطح پر پڑھانا ہے "کی بھی گہری سمجھہ کھتھا ہو۔"<sup>6</sup>

قرآن کے استاد کے لیے یہ تصور خاص اہمیت رکھتا ہے، کیونکہ یہ اس امر پر زور دیتا ہے کہ استاد صرف "کیا پڑھانا" کرنا ہو۔

PCK کے دائرے میں قرآن کے استاد کے لیے تین نیادی جگات سامنے آتی ہیں۔ پہلی جگت علمی مہارت ہے جس میں تجوید، ترجمہ، نیادی تفسیر، اور قرآنی اسلوب کی سمجھ شامل ہے۔ دوسری جگت تدریسی مہارت ہے جس میں سبق کی منصوبہ بندی، مثالوں کا انتخاب، سوال و جواب کا اسلوب، اور مشکل مفہیم کو آسان انداز میں بیان کرنے کی صلاحیت شامل ہے۔ تیسرا جگت طلبہ کی فکری و نفیاتی سطح کی آگاہی ہے، کیونکہ ثانوی سطح کے طلبہ استدلال، سوال اٹھانے اور تعمیدی سوچ کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ اس مرحلے پر اگر استاد محض روایت پر مبنی اسلوب اپنائے تو طلبہ کی ذہنی تسلیم نہیں ہو سکتی۔<sup>7</sup>

<sup>5</sup> محمود حمزة، محاضرات قرآن، لاہور، افیصل ناشران، 2011، 20:3.

<sup>6</sup> Lee S. Shulman, "Those Who Understand Knowledge Growth in Teaching," *Educational Researcher* 15, no. 2 (1986) 9.

<sup>7</sup> سید محمد نقوی، اسلامی نظریہ تعلیم، اسلام آباد، نیشنل بک فاؤنڈیشن، 2010، 112:2.

دینی و عصری تدریسی مہارتوں کا امتحان اس نظریاتی فریم ورک کا دوسرا ہم ستوں ہے۔ روایتی دینی تعلیم میں حفظِ متن، ساعی روایت، اور استاد کی شخصی اخباری کو بنیادی حیثیت حاصل رہی ہے، جبکہ جدید تعلیمی نظریات سیکھنے کے عمل کو شتر اکی، مکالماتی اور تجرباتی قرار دیتے ہیں۔ قرآن کے استاد کے لیے ضروری ہے کہ وہ ان دونوں روایتوں میں توازن پیدا کرے: یعنی متن کی تقدیس اور علمی صحت کو برقرار رکھتے ہوئے تدریس کو ایسا بنائے جس میں طلبہ فعال شریک ہوں۔<sup>8</sup>

اس امتحان کے بغیر قرآن کی تعلیم یا تو محض معلوماتی، یا محض خطیبانہ رہ جاتی ہے۔

اسلامی تعلیمی روایت اس نظریاتی فریم ورک کو ایک روحانی و اخلاقی بنیاد بھی فراہم کرتی ہے۔ اسلامی تصورِ تعلیم میں استاد محض علم کا ناقل نہیں بلکہ کردار کا نمونہ اور اخلاقی رہنماء ہوتا ہے۔ کلائیک مسلم مفکرین نے معلم کے لیے اخلاص، حلم، شفاقت، تدریج، اور طالب علم کی استعداد کے مطابق تعلیم دینے پر زور دیا ہے۔<sup>9</sup> یہ اصول دراصل جدید PCK تصور کی اخلاقی توسعہ ہیں، کیونکہ یہ تدریسی مہارت کو اقداری تربیت کے ساتھ جوڑتے ہیں۔ قرآن کے استاد کی پیشہ و رانہ صلاحیت اس وقت کمکل سمجھی جائے گی جب اس کی علمی مہارت، تدریسی حکمت اور اخلاقی کردار ہم آہنگ ہوں۔

اس نظریاتی فریم ورک کا ایک اہم پہلو معاصر تعلیمی تقاضوں سے ربط بھی ہے۔ ثانوی سطح کے طلبہ ڈیجیٹل ماحول میں پروان چڑھتے ہیں، اس لیے استاد کے لیے یہ لازم ہو جاتا ہے کہ وہ بصری و سمی ذرائع، مکالماتی سرگرمیوں اور مسئلہ حل کرنے کی تدابیر کو تدریس کا حصہ بنائے۔ اس سے قرآن کی تعلیم جامد معلومات کے بجائے زندہ فکری رہنمائی کی صورت اختیار کرتی ہے۔<sup>10</sup>

یوں کہا جاسکتا ہے کہ اس لئے قرآن کی پیشہ و رانہ صلاحیتوں کا نظریاتی فریم ورک تین دائروں کے امتحان سے تشکیل پاتا ہے:

- (1) قرآنی علم کی گہرائی
- (2) مؤثر تدریسی حکمتِ عملی
- (3) اسلامی اخلاقی و تربیتی روایت۔

ان تینوں کے توازن کے بغیر نہ تدریس مoushرا ہوتی ہے اور نہ ہی قرآن کی تعلیم اپنے اصل مقصد۔ فکری و اخلاقی تشکیل۔ کو حاصل کر پاتی ہے۔

<sup>8</sup> Ismail Raji al-Faruqi, Islamization of Knowledge, Herndon, IIIT, 1982, 54.

<sup>9</sup> ابو حامد الغزالی، احیاء علوم الدین، قاہرہ، دارالعرف، بغیر سال اشاعت، 551۔

<sup>10</sup> محمود حمید غازی، محاضرات قرآن، لاہور، الفیصل ناشران، 71، 2011، 2011، 90

## تدریسی رکاوٹیں اور ساختی مسائل

ثانوی تعلیمی سطح پر تدریسی قرآن کو در پیش مسائل میں سب سے بنیادی نوعیت کے مسائل وہ ہیں جو تعلیمی ڈھانچے، پالیسی اور ادارہ جاتی ترتیب سے متعلق ہوتے ہیں۔ یہ رکاوٹیں بر اور استاد کی تدریسی کارکردگی اور طلبہ کے تعلیمی نتائج کو متاثر کرتی ہیں، خواہ اساتذہ علمی و اخلاقی اعتبار سے کتنا ہی مغضوب کیوں نہ ہو۔ ساختی مسائل کی موجودگی میں بہترین تدریسی حکمتِ عملی بھی مطلوبہ نتائج نہیں دے سکتی۔

سب سے پہلے نصاب کی نوعیت ایک اہم مسئلہ ہے۔ ثانوی سطح کے نصاب میں قرآن کو عموماً محدود ابواب یا منتخب سورتوں تک مقید کر دیا جاتا ہے، اور ان کا مطالعہ بھی زیادہ تر امتحانی تقاضوں کے تحت ہوتا ہے۔ نصاب میں موضوعاتی ربط، تدبر، اور معاصر زندگی سے تعلق کو منظم طور پر شامل نہیں کیا جاتا، جس سے قرآن کی تعلیم ایک مربوط فکری نظام کے بجائے جزوی معلومات کا مجموعہ بن جاتی ہے۔ اس صورت حال میں استاد کے لیے بھی یہ مشکل ہو جاتا ہے کہ وہ قرآنی تعلیم کو طلبہ کی عملی زندگی سے جوڑ سکے۔<sup>11</sup>

اواقعیت تدریس کی کمی دوسرا بڑا ساختی مسئلہ ہے۔ ثانوی سطح پر سائنس، ریاضی اور زبانوں جیسے مضامین کو ترجیحی حیثیت حاصل ہوتی ہے، جبکہ قرآن یا اسلامیات کے لیے محمد و پیریز مختص کیے جاتے ہیں۔ تجیہتگار تدریس جلد بازی میں مکمل کی جاتی ہے اور استاد کے پاس نہ تو مکالمہ، نہ مشتمل، اور نہ فہم کی گہرائی پر کام کرنے کا مناسب وقت ہوتا ہے۔ اس سے قرآنی تعلیم کا مقصد—جو تند بر اور کردار سازی سے بڑا ہے—کمزور پر جاتا ہے۔<sup>12</sup>

وسائل کا فنکران بھی تدریسی معیار پر گہرائی ڈالتا ہے۔ بہت سے سرکاری اداروں میں قرآنی تدریس کے لیے معیاری کتب، آڈیو و یوٹول ذرائع، یا تربیتی مواد دستیاب نہیں ہوتے۔ کلاس روم کا ماحول بھی اکثر راویتی ہوتا ہے جہاں جدید تدریسی ذرائع کے استعمال کا امکان کم رہ جاتا ہے۔ اس کے بر عکس نہیں اداروں میں وسائل کی دستیابی تو ہو سکتی ہے، مگر وہاں بھی ان کا استعمال استاد کی تربیت اور ادارے کی ترجیحات پر مختص ہوتا ہے۔<sup>13</sup>

کلاس سائز ایک عملی رکاوٹ ہے جسے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ جب ایک استاد کے سامنے طلبہ کی تعداد زیادہ ہو تو انفرادی رہنمائی، تجوید کی درشی، اور فہم آیات پر مکالمہ محدود ہو جاتا ہے۔ قرآن کی تعلیم چونکہ تلفظ، قراءت، اور فکری گفتگو کا تقاضا کرتی ہے، اس لیے بڑے کلاس سائز تدریس کی کورسی اور اجتماعی پیچھر تک محدود کر دیتے ہیں۔<sup>14</sup>

<sup>11</sup> خورشید احمد، اسلامی تعلیم کے بنیادی اصول، لاہور، اسلامک پبلیکیشن، 1998، 198، 1998.

<sup>12</sup> سید محمد نقوی، اسلامی نظریہ تعلیم، اسلام آباد، پیشل بک فاؤنڈیشن، 2010، 134، 2010.

<sup>13</sup> Ismail Raji al-Faruqi, Islamization of Knowledge, Herndon, IIIT, 1982, 61

Published:  
February 15, 2026

ادارہ جاتی پالیسیوں کے اثرات بھی نہایت اہم ہیں۔ اگر تعلیمی ادارہ قرآن کی تدریس کو محض نصابی ضرورت سمجھتا ہو تو اساتذہ کی تربیت، جائزہ، اور ترقی کے موقع محدود ہو جاتے ہیں۔ اس کے برعکس جہاں ادارہ قرآن کو اخلاقی و فکری بنیاد سمجھ کر ترقیح دیتا ہے، وہاں تدریسی معیار میں نمایاں بہتری دیکھی جاتی ہے۔ پالیسی کی سطح پر یہ فرق اساتذہ کی حوصلہ افزائی، تدریسی تکمیلی، اور نصابی جدت پر اثر انداز ہوتا ہے۔<sup>15</sup>

مجموعی طور پر یہ ساختی مسائل اس بات کی نخاندہی کرتے ہیں کہ تدریس قرآن کا معیار محض فردی کوشش سے بہتر نہیں ہو سکتا، بلکہ اس کے لیے نصاب، وقت کی تقسیم، وسائل، کلاس سائز اور ادارہ جاتی پالیسیوں میں ہم آہنگ اصلاح ناگزیر ہے۔ جب تک تعلیمی ڈھانچے خود قرآن کی تدریس کے تقاضوں کے مطابق نہ ہو، اساتذہ کی پیشہ و رانہ صلاحیتیں بھی مکمل طور پر موثر نہیں ہو سکتیں۔

### قرآن پیچنگ میں جدید تدریسی روحانیات اور ان کا اطلاق

ثانوی سطح پر قرآنی تدریس کو موثر بنانے کے لیے جدید تعلیمی روحانیات سے استفادہ ناگزیر ہوتا جا رہا ہے۔ روایتی خطیبانہ انداز جہاں معلومات کی ترسیل تک محدود تھا، وہاں جدید تدریسی نظریات سیکھنے کے عمل کو طالب علم کی فکری سرگرمی، تجربے اور مکالمے سے جوڑتے ہیں۔ قرآن کی تعلیم میں ان روحانیات کا اطلاق دراصل فہرست قرآن کو زندہ اور بامعنی بنا نے کا ذریعہ بنتا ہے۔

کانندی اصول یہ ہے کہ طالب علم سیکھنے کے عمل کا فعال شریک ہو۔ قرآنی تعلیم میں یہ طریقہ اس وقت موثر بنتا ہے جب طلبہ کو آیات کے مفہوم پر غور، سوال اٹھانے، اور عملی مثالوں پر گفتگو کا موقع دیا جائے۔ اس سے قرآن محض پڑھا جانے والا متن نہیں بلکہ سمجھا اور محسوس کیا جانے والا پیغام بن جاتا ہے۔<sup>16</sup>

جیسے گروہی مباحثہ، سوال و جواب، اور صورتی حال پر مبنی مشقیں قرآنی اساقن کو زندگی سے جوڑتی ہیں۔ مثال کے طور پر اخلاقی آیات کو موجودہ سماجی مسائل کے تناظر میں زیر بحث لانا طلبہ کی فکری شمولیت بڑھاتا ہے۔ یہ انداز روایتی یک طرفہ تدریس کے مقابلے میں زیادہ دیر پا اثر رکھتا ہے۔<sup>17</sup>

<sup>14</sup> Lee S. Shulman, "Those Who Understand Knowledge Growth in Teaching," *Educational Researcher* 15, no. 2 (1986) 12

<sup>15</sup> محمود حمزة غازی، *محاضرات قرآن*، لاہور، لفیصل ناشران، 2011: 84.

<sup>16</sup> John Dewey, *Experience and Education*, New York, Macmillan, 1938, 62

Published:  
February 15, 2026

کا اطلاق قرآنی تعلیم کو یادداشت کی سطح سے اوپر لے جاتا ہے۔ محض ترجمہ یاد کروانے کے بجائے فہم، تجزیہ، اطلاق اور تنقیدی Bloom's Taxonomy

غور کی سطح پر کام کیا جائے تو طلبہ آیات کے پیغام کو اپنی زندگی کے تناظر میں سمجھنے لگتے ہیں۔<sup>18</sup>

اسی طرح Outcome-based education اس بات پر زور دیتی ہے کہ تدریس کا ہدف واضح نتائج ہوں، مثلاً: درست تجوید، بنیادی فہم آیات، اور

اخلاقی رویوں میں ثابت تبدیلی۔ اس سے قرآنی تعلیم کا جائزہ صرف تحریری امتحان تک محدود نہیں رہتا بلکہ رویوں اور فہم کی سطح کو بھی شامل کرتا ہے۔<sup>19</sup>

یوں جدید تدریسی رجحانات کا اطلاق قرآنی تعلیم کو سی اور جامد طریقہ تدریس سے نکال کر ایک بامقصد، فکری اور عملی عمل میں تبدیل کر دیتا ہے، بشرطیکہ اسکا اتادان

اصولوں کو قرآنی تقدس اور علمی صحت کے ساتھ ہم آہنگ رکھے۔

### بینالوچی اور ڈیجیٹل ذراائع کا کردار

عصر حاضر میں ثانوی سطح کے طلبہ ایک ڈیجیٹل ماحول میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں، اس لیے قرآنی تدریس میں بینالوچی کا استعمال محض سہولت نہیں بلکہ تدریسی

ضرورت بنتا جا رہا ہے۔ E-learning tools جیسے آن لائن لیکچرز، ڈیجیٹل پریزنسنیز اور چوکل کلاس روم قرآن کی تعلیم کو زمانی و مکانی حدود سے نکال

کر مسلسل سیکھنے کے عمل سے جوڑ دیتے ہیں۔ اس سے طلبہ کو تلاوت، ترجمہ اور تشریح تک بار بار سامنی ملتی ہے، جو فہم کے استحکام میں مدد گار ہے۔<sup>20</sup>

قرآنی اپیس تجوید کی مشق، درست تلفظ کی ساعت، اور الفاظ کے معنی تک فوری رسمائی فراہم کرتی ہیں۔ تاہم ان کے استعمال میں اساتذہ کی رہنمائی ضروری ہے تاکہ

طالبہ غیر مستند مواد یا سطحی تشرییحات سے متاثر نہ ہوں۔ یہاں اسکا کردار نگران اور ہنما کا ہو جاتا ہے۔<sup>21</sup>

آڈیو ویژوں تدریس میں قرآنی تقصص، مقامات نزول اور تاریخی پس منظر کو واضح کرنے میں معاون ثابت ہوتی ہے۔ بصری مواد فہم کو گہرا اور سبق کو یاد کا بنتا ہے، خاص

طور پر اُن طلبہ کے لیے جو سماجی کے بجائے بصری انداز سے بہتر سمجھتے ہیں<sup>22</sup>

<sup>17</sup> سید محمد نقوی، اسلامی نظریہ تعلیم، اسلام آباد، نیشنل بک فاؤنڈیشن، 2010، 156.

<sup>18</sup> Benjamin S. Bloom, Taxonomy of Educational, New York, Longmans, 1956, 18

<sup>19</sup> William G. Spady, Outcome-Based Education, Arlington, AASA, 1994, 9

<sup>20</sup> محمود احمد غازی، معاشرت قرآن، لاہور، افیصل ناشران، 2011، 102-2011  
خورشید احمد، اسلامی تعلیم کے بنیادی اصول، لاہور، اسلامک پبلیکیشنز، 1998، 221

<sup>21</sup> سید محمد نقوی، اسلامی نظریہ تعلیم، اسلام آباد، نیشنل بک فاؤنڈیشن، 2010، 167.

Published:  
February 15, 2026

اسارت کلاس روم میں ملٹی میڈیا بورڈ، پرو جیکشن، اور ایٹر ایکٹو سر گرمیاں تدریس کو یک طرفہ عمل کے بجائے بھی مکالمہ بنادیتی ہیں۔ اس کے باوجود یہ ضروری ہے کہ ٹینکنالوجی مقصد نہ بنے بلکہ فہم قرآن کا ذریعہ رہے۔

شرعی پہلو سے دیکھا جائے تو ڈیجیٹل ذرائع کا استعمال اس وقت قابل قبول ہے جب وہ قرآنی متن کے احترام، مستند مواد اور اخلاقی حدود کو ملحوظ رکھے۔ تعلیمی اعتبار سے بھی ٹینکنالوجی تب ہی مفید ہے جب اسے استاد کی تدریسی حکمت کے تابع رکھا جائے، ورنہ یہ توجہ ہٹانے کا ذریعہ بن سکتی ہے۔<sup>23</sup>

پیشہ و رانہ تربیت کے موجودہ ماذ لزکا تقیدی جائزہ قرآن کے اساتذہ کی پیشہ و رانہ تربیت کا موجودہ مظہر نامہ دو ہڑے دھاروں میں تقسیم دکھائی دیتا ہے: (1) مدرسہ سے وابستہ روایتی علمی تربیت، اور (2) اسکول سسٹم سے متعلق جدید ٹیچر ٹریننگ پرو گرامز۔ دونوں نظام اپنی خوبیوں کے باوجود یک رخی توازن کا شکار ہیں، جس کی وجہ سے ثانوی سطح پر تدریس قرآن ایک جام تدریسی ماذل سے محروم رہتی ہے۔

ٹیچر ٹریننگ پرو گرامز B.Ed ، M.Ed یادگیر تدریسی کورسز میں عمومی تدریسی مہار تیں، سبق کی منصوبہ بندی، تعلیمی نسیمات، اور کلاس میجمنٹ پر زور دیا جاتا ہے۔ یہ مہار تیں قرآن کے استاد کے لیے بھی مفید ہیں، لیکن ان پرو گرامز میں قرآنی علوم، تجوید، تفسیر یادی ای اسلوب تدریس پر مخصوص تربیت شاذ و نادر ہی شامل ہوتی ہے۔

نتیجاً استاد تدریسی تکنیک تو سیکھ لیتا ہے مگر مضمون کی روح سے گھری واپسی کمزور رہ سکتی ہے۔<sup>24</sup> اس کے بر عکس مدرسہ سسٹم میں علمی روایت مضبوط ہوتی ہے۔ یہاں تجوید، قراءت، اور بنیادی تفسیر کی مہار تیں حاصل کی جاتی ہیں اور متن سے واپسی گھری ہوتی ہے۔ تاہم جدید تعلیمی اصول، طلبہ کی نفیاتی سطح کے مطابق تدریس، اور تدریسی ٹینکنالوجی کے استعمال کی منظم تربیت کم ملتی ہے۔ اس فرق کے باعث مدرسہ پس منظر رکھنے والا استاد علمی طور پر مضبوط مگر تدریسی تنوع میں محدود ہو سکتا ہے، جبکہ اسکول پس منظر رکھنے والا استاد تدریسی طور پر متحرک مگر قرآنی علوم میں گھرائی سے محروم رہ سکتا ہے۔<sup>25</sup>

<sup>23</sup> مفتی محمد تقیٰ شفیقی، اسلام اور جدید مسائل، کراچی، مکتبہ معارف القرآن، 2005، 88۔

<sup>24</sup> سید محمد نقوی اسلامی نظریہ تعلیم، اسلام آباد، پیشہ بک فاؤنڈیشن، 2010، 176۔

<sup>25</sup> ابو الحسن علی ندوی، تعلیم و تربیت کے اسلامی اصول، لکھنؤ، دارالMustafain، 1999، 81۔

Published:  
February 15, 2026

سرکاری تربیتی کورس را کثر عموی اساتذہ کے لیے ڈیزائن کیے جاتے ہیں، جن میں قرآن کے اساتذہ کی مخصوص ضروریات کو الگ سے زیر بحث نہیں لا جاتا۔ ان کو سرکاری افادیت اس حد تک رہتی ہے کہ وہ عموی تدریسی فہم پیدا کرتے ہیں، مگر قرآنی تعلیم کی خصوصیات— جیسے تجویدی درستگی، نص کے احترام، اور فہم آیات کے تدریجی اسلوب— پر خاطر خواہ توجہ نہیں دی جاتی۔<sup>26</sup>

اس تنقیدی جائزے سے واضح ہوتا ہے کہ موجودہ تربیتی مادلز میں دینی اور عصری پہلو الگ موجود ہیں مگر ان کا مقصد امتحان کم ہے۔ مؤثر پیشہ و رانہ تربیت اسی وقت ممکن ہے جب قرآن کے استاد کو ایک ایسے مادل کے تحت تیار کیا جائے جس میں قرآنی علم کی صحت، جدید تدریسی مہارت، اور اخلاقی و تربیتی شعور ہم آہنگ ہو۔

### مؤثر تربیتی فریم ورک کی تشكیل کے اصول

قرآن کے اساتذہ کی پیشہ و رانہ صلاحیتوں کو مستلزم اور مؤثر بنانے کے لیے ایک جام تربیتی فریم ورک ضروری ہے جو اسلامی تعلیمی فلسفہ اور عصری تعلیمی سائنس کو ہم آہنگ کرے۔ اس فریم ورک کا مقصد اتنا کو علمی مہارت، تدریسی حکمت، عملی اور اخلاقی و تربیتی شعور کے یکساں امتحان کے ساتھ تیار کرنا ہے، تاکہ وہ کلاس روم میں مؤثر اور فعال کردار ادا کر سکے۔<sup>27</sup>

اسلامی تعلیمی فلسفہ اس فریم ورک کی رو حانی و اخلاقی بنیاد فراہم کرتا ہے۔ استاد محسن علم کا ناقل نہیں بلکہ کردار ساز اور اخلاقی رہنماء سمجھا جاتا ہے۔ تدریس میں تدریجی اور اسلوب، طلبہ کی استعداد کے مطابق تعلیم، اور تربیت کے اخلاقی اصول شامل کیے جاتے ہیں، تاکہ تعلیم نہ صرف معلومات تک محدود رہے بلکہ کردار سازی اور اقداری تربیت بھی فراہم کرے۔<sup>28</sup>

عصری تعلیمی سائنس اتنا کو سیکھنے کے عمل، طلبہ کی نفیاتی سطح، اور تدریسی حکمت عملی کے جدید اصولوں سے روشناس کرتی ہے۔ اس میں مکالماتی تدریس میں، فعال سیکھنے، اور اسٹوڈنٹسی میٹنگ ڈرلنگ شامل ہیں، جو قرآنی تعلیم کو ایک زندہ اور باہمی عمل میں بدل دیتے ہیں۔<sup>29</sup>

تدریسی مہارتوں کی درجہ بندی بھی اس فریم ورک کا لازمی جز ہے۔ استاد کی مہارت اور اخلاقی تربیت کے تینوں سطحوں پر مریوط ہوئی چاہئیں۔ اس میں سبق کی مخصوص بندی، مثالوں کا انتخاب، طلبہ کی شمولیت، اور فکری و عملی تربیت کے مؤثر طریقے شامل ہیں۔<sup>30</sup>

26 محمود حمزة، محاضرات قرآن، لاہور، الفیصل ناشران، 2011، 123۔

27 سید محمد نقوی، اسلامی نظریہ تعلیم، اسلام آباد، پیشش بک فاؤنڈیشن، 2010، 190۔

28 ابو الحسن علی ندوی، تعلیم و تربیت کے اسلامی اصول، کمپنی، دار المصنفین، 1999، 90۔

29 محمود حمزة، محاضرات قرآن، لاہور، الفیصل ناشران، 2011، 128۔

مسلم پیشہ و رانہ ترقی (CPD) تربیتی فریم و رک کا آخری ستون ہے۔ استاد کی مہار تیں و قی کو سز تک محدود نہیں بلکہ مستقل اپ ڈیٹ ہوتی رہتی ہیں۔

CPD میں ورکشاپس، سینیماز، آن لائن کورسز اور نصابی مواد کی تازہ

کاری شامل ہوتی ہے، جو استاد کو جدید تعلیمی ریجیونات اور قرآنی تعلیم کے معیاری تقاضوں سے ہم آہنگ رکھتی ہے۔<sup>31</sup>

مجموعی طور پر یہ اصول ایک ایسا تربیتی فریم و رک تشكیل دیتے ہیں جو دینی و عصری دونوں جہات کو یکجا کرتا ہے اور استاد کو علم، تدریس اور اخلاقی تربیت کے توازن کے ساتھ پیشہ و رانہ مہارت فراہم کرتا ہے، تاکہ ثانوی سطح پر قرآن کی تدریس میں مؤثر اور بامعنی ہو۔

### مستقبل کی تعلیمی حکمتِ عملی اور پاپیسی سطح کی سفارشات

ثانوی سطح پر قرآن کی تدریس کے معیار کو بہتر بنانے کے لیے ضروری ہے کہ نہ صرف استاد کی پیشہ و رانہ تربیت پر توجہ دی جائے بلکہ ریاستی اور ادارہ جاتی کردار کو بھی نعال بنایا جائے۔ اس میں نصاب کی اصلاحات، اساتذہ کے لیے مخصوص اسناد اور تربیتی پروگرامز، اور تدریسی کارکردگی کی منظم جانش شامل ہونی چاہیے۔<sup>32</sup>

ریاستی کردار اس بات میں ظاہر ہوتا ہے کہ تعلیم کے لیے قوانین، مالی و سائل، اور معیار سازی کے اقدامات کس حد تک نعال ہیں۔ قرآن کی تدریس کے لیے مخصوص سرکاری حکمتِ عملی میں استاد کی تربیت، نصاب کی گمراہی اور ادارہ جاتی گمراہی شامل ہونی چاہیے تاکہ تدریس میں معیاری اور بامقصد ہو۔<sup>33</sup>

نصابی اصلاحات میں قرآن کے مضامین کو عملی زندگی، اخلاقی تربیت، اور معاصر مسائل سے مربوط کرنا ضروری ہے۔ نصاب کو اس طرح ذیزان کیا جائے کہ طلبہ نہ

صرف حفظ کریں بلکہ تدبر، فہم اور تعمیلی سوچ بھی حاصل کریں۔<sup>34</sup>

اساتذہ کے لیے اسناد اور تربیتی معیار و اضخم ہونے چاہیں۔ سرکاری اور خصی اور اسوسی ایشن میں تربیتی کورسز، ورکشاپس، اور CPD پروگرامز کے ذریعہ استاد کی صلاحیتوں کی جانش اور اپ ڈیٹ کی جانی چاہیے۔ یہ اقدامات تدریس کی مستقل بہتری اور پیشہ و رانہ معیار کی حفاظت فراہم کرتے ہیں۔<sup>35</sup>

<sup>30</sup> Lee S. Shulman, "Those Who Understand Knowledge Growth in Teaching," *Educational Researcher* 15, no. 2 (1986) 15

مفتی محمد تقی عثمانی، اسلام اور جدید مسائل، کراچی، مکتبہ معارف القرآن، 195، 2005

سید محمد نقوی، اسلامی نظریہ تعلیم، اسلام آباد، پیشش بک فاؤنڈیشن، 198، 2010

ابوالحسن علی ندوی، تعلیم و تربیت کے اسلامی اصول، لکھنؤ، دارالمصنفین، 95، 1999

محمود احمد غازی، محاضرات قرآن، لاہور، الفیصل ناشران، 135، 2011

Published:  
February 15, 2026

کار کردگی جاپنی کے پیانے تدریسی عمل کے مؤثر ہونے کو پرکشے کے لیے اہم ہیں۔ اس میں طلبہ کی فکری اور عملی ترقی، اخلاقی تربیت، اور تدریسی تکمیل کی تاثیر شامل

کی جائے، تاکہ صرف امتحانی نتائج پر انحصار نہ کیا جائے۔<sup>36</sup>

آخر میں، تحقیق پر مبنی تدریسی نظام کا قیام ضروری ہے۔ اساتذہ کی تربیت، نصاب کی اصلاحات، اور تدریسی حکمت عملیوں کو تحقیق کے نتائج کی روشنی میں متواری اپ

ڈیٹ کیا جائے تاکہ تعلیم میں جدیدیت اور معیار قائم رہے۔ یہ ایک مربوط اور مختتم نظام کی بنیاد ہے، جو مستقبل میں قرآن کی تدریس کو مؤثر اور عملی بناتا ہے۔

## مصادر و مراجع

1. ابو الحسن علی ندوی، تعلیم و تربیت کے اسلامی اصول، لکھنؤ، دار المصنفین، 1999
2. خورشید احمد، اسلامی تعلیم کے بنیادی اصول، لاہور، اسلامک پبلیکیشن، 1998
3. محمود احمد غازی، حاضرات قرآن، لاہور، انفیصل ناشران، 2011
4. مفتی محمد تقی جنابی، اسلام اور جدید مسائل، کراچی، مکتبہ معارف القرآن، 2005
5. سید محمد نقوی، اسلامی نظریہ تعلیم، اسلام آباد، نیشنل بک فاؤنڈیشن، 2010
6. Benjamin S. Bloom, Taxonomy of Educational Objectives, New York, Longmans, 1956
7. John Dewey, Experience and Education, New York, Macmillan, 1938
8. Lee S. Shulman, Those Who Understand Knowledge Growth in Teaching, Educational Researcher 15, no. 2, 1986
9. William G. Spady, Outcome-Based Education, Arlington, AASA, 1994

<sup>35</sup> خورشید احمد، اسلامی تعلیم کے بنیادی اصول، لاہور، اسلامک پبلیکیشن، 1998، 233۔

<sup>36</sup> مفتی محمد تقی جنابی، اسلام اور جدید مسائل، کراچی، مکتبہ معارف القرآن، 2005، 102۔